Advance Social Science Archive Journal
Available Online: https://assajournal.com
Vol.3 No.1,January-March,2025.Page No.1009-1018
Print ISSN: 30062497 Online ISSN: 3006-2500
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

THE DIFFERENCE IN THE NUMBER OF VERSES IN THE QURAN: A RESEARCH STUDY

قرآن کی آیات کی تعداد میں اختلاف: ایک تحقیقی مطالعہ

Somayyah Noor Bibi	BS Islamic Studies GPGC for women Haripur
Uzma Amin	BS Islamic Studies GPGC for women Haripur
Laiba Riasat	BS Islamic Studies GPGC for women Haripur
Kinza Hameed*	Assistant Professor of Islamiat Head of Islamic Studies Department GPGC for Women Haripur Corresponding author

ABSTRACT

The number of verses in the Quran has been a subject of scholarly discussion among early Islamic scholars. While there is a consensus that the total number of verses is no less than six thousand, variations exist due to differences in the methods used by scholars from different regions, including Medina, Mecca, Kufa, Basra, and Sham. These differences arise from factors such as the inclusion or exclusion of **Bismillah** as an independent verse, the principles of **waqf wa wasl** (pausing and continuation), and the treatment of **huruf muqatta'at** (disjointed letters). Historical sources, including the works of Abu Amr al-Dani and Al-Qurtubi, document these variations and their underlying reasons. Some scholars counted **6,236** verses, while others recorded numbers such as **6,204, 6,219, or 6,226**, based on their methodologies and regional recitational traditions. Despite these differences, the integrity and structure of the Quran remain unchanged, as these variations do not affect the meaning or recitation of the text. This study critically examines the reasons for these differences, the scholarly methodologies employed in verse enumeration, and the impact of these variations on the understanding of the Quran. By analyzing classical Islamic sources, this research highlights the role of **ijtihad** (independent reasoning) in Quranic studies while reaffirming the divine preservation of the Quranic text.

Keywords: Quranic Verses Count, Scholarly Differences, Regional Variations, Ijtihaad in Quranic Studies, Preservation of the Quran

تعارف

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے، جو وحی کے ذریعے نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئی۔ اس کی ترتیب، تدوین اور حفاظت اللہ تعالیٰ کے خاص انتظام کے تحت ہوئی، جس کے بارے میں خود قرآن میں فرمایا گیا:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ[1]

"بے شک ہم نے ہی یہ ذکر (قرآن) نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔"

تاہم، قرآن کی آیات کی تعداد کے حوالے سے مختلف قراء اور علماء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ یہ اختلاف درحقیقت قرآن کے متن میں نہیں بلکہ آیات کی گنتی کے طریقہ کار میں ہے۔ مختلف قراء نے وقف (آیت کے خاتمے) کے اصولوں میں فرق کی بنیاد پر آیات کی تعداد مختلف شمار کی ہے۔

اختلاف کی وجوہات

1. **توقیفی اور اجتہادی آیات :** بعض مقامات پر آیات کی تقسیم نبی کریم ﷺ سے منقول ہے، جبکہ بعض جگہوں پر علماء اور قراء نے اجتہادی طور پر وقف کی تعیین کی ہے، جس کی وجہ سے آیات کی گنتی میں فرق پیدا ہوا۔

2. **وقف وابتدا کے اصول :** مختلف قراء اور مکاتب فکر نے بعض مقامات پر آیات کو جداگانہ شمار کیا، جبکہ بعض نے انہیں ایک ہی آیت کا حصہ قرار دیا۔

3. **مختلف قراءتوں کا اثر :** بعض قراءتوں میں الفاظ کی ترتیب میں وقف کا فرق ہونے کی وجہ سے بھی آیات کی تعداد میں معمولی فرق واقع ہوتا ہے۔

4. **سابقہ مصاحف میں اختلاف :** ابتدائی دور میں مختلف شہروں میں رائج مصاحف میں آیات کی ترتیب اور نشانات میں فرق پایا جاتا تھا، جس کی وجہ سے آیات کی تعداد میں اختلاف سامنے آیا۔

مختلف آیات کی تعداد

1. **کوفی شمار** 6236 : آیات

2. **بصری شمار** 6204 : آیات

3. **شامی شمار** 6226 : آیات

4. **حجاز (مکی و مدنی) شمار** 6214 : آیات

یہ تمام اختلافات دراصل قرآن کے معانی یا اس کی حفاظت پر اثر انداز نہیں ہوتے بلکہ صرف وقف و ابتدا کے اصولوں کی بنیاد پر پیدا ہوئے ہیں۔ اس اختلاف کو قرآن کے معانی اور الفاظ میں کسی قسم کی تبدیلی یا تحریف کا سبب نہیں سمجھنا چاہیے، بلکہ یہ قراء کی علمی اجتہاد کا نتیجہ ہے۔
لہٰذا، قرآن کی آیات کی تعداد میں اختلاف ایک فنی اور تجویدی معاملہ ہے جو امت کے علمی تنوع کی علامت ہے اور اس کی حفاظت پر کسی قسم کے شک وشبہ کا باعث نہیں بنتا۔
اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:
إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ [2]
"بے شک ہم نے ہی یہ ذکر (قرآن) نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔"
یہ آیت مبارکہ اس حقیقت پر دلالت کرتی ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے محفوظ ہے، اس میں کسی قسم کی تحریف یا تبدیلی ممکن نہیں۔ تاہم، آیات کی گنتی میں مختلف مکاتب فکر کے درمیان ایک علمی اور تدریسی اختلاف پایا جاتا ہے، جو درحقیقت قرآن کے متن پر نہیں بلکہ آیات کی ترتیب اور شمار کے اصولوں پر ہے۔
امام جلال الدین السیوطیؒ (م 911ھ) نے اپنی کتاب **"الاتقان فی علوم القرآن "** میں اس موضوع پر تفصیلی بحث کرتے ہوئے ذکر کیا ہے کہ آیات کی تعداد میں اختلاف درحقیقت وقف وابتدا اور آیات کی تقسیم کے اصولوں سے متعلق ہے، نہ کہ متن کی کسی تبدیلی سے۔ وہ لکھتے ہیں:
"اعلم أن عدد آي القرآن مختلف بحسب اختلاف أهل الأمصار، فعددها بمكة والمدينة وبالشام ستة آلاف ومائتان وأربع عشرة آية، وبالعراق ستة آلاف ومائتان وست وثلاثون آية[3]"
اسی طرح **مولانا محمد مالکؒ** نے اپنی کتاب **"منازل العرفان "** میں اس علمی اختلاف کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:
"یہ اختلاف درحقیقت قرآن کے الفاظ میں نہیں، بلکہ آیات کی ترتیب اور گنتی کے طریقہ کار میں ہے، اور یہ اختلاف قراءت، وقف وابتدا کے اصولوں، اور بعض اجتہادی آیات کی بنا پر پیدا ہوا ہے۔[4]"

دیگر کتب میں بھی اس بات کی تصریح کی گئی ہے کہ یہ اختلاف قرآن مجید کی اصل حفاظت پر اثر انداز نہیں ہوتا، بلکہ یہ محض علمی اور تدریسی معاملہ ہے۔

لہٰذا، اس مقالے میں **وقف وابتدا، قراءت، اور آیات کی تقسیم کے اصول** جیسے اسباب کا بنیادی کتب جیسے **"الإتقان في علوم القرآن"** (امام سیوطیؒ)، **"مناہل العرفان"** (محمد مالک) اور دیگر کی روشنی میں تحقیقی جائزہ لیا جائے گا، تاکہ اس موضوع کو علمی انداز میں واضح کیا جا سکے۔

اہمیت

امام ابو عمرو الدانیؒ (م 444ھ) جو کہ قرآنی علوم کے مستند عالم ہیں، اپنی تصنیف **"البيان في عد آي القرآن"** میں آیات کے شمار کے مختلف اصولوں کو بیان کرتے ہیں اور ہر شمار کے پیچھے موجود علمی دلائل کا جائزہ لیتے ہیں۔ ان کی تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ آیات کی تعداد میں اختلاف بنیادی طور پر **قراءت، وقف وابتدا، اور مصاحفِ قدیمہ کی ترتیب** کی بنیاد پر ہے۔[5]

فقہی اور شرعی اہمیت

آیات کی تعداد کے تعین کی فقہی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ شریعت میں کئی احکام کا انحصار آیات کی مقدار پر ہے، مثلاً:

نماز میں قراءت کی مقدار: فقہاء کے درمیان اختلاف ہے کہ کم از کم کتنی آیات کی قراءت فرض یا واجب ہے۔

تلاوت کے فضائل: مختلف روایات میں آیات کی تعداد کے حساب سے تلاوت کے فضائل مذکور ہیں، جیسے **سورۃ الملک** کے تیس آیات ہونے کا ذکر[6]

کتبِ تفاسیر اور علوم القرآن میں تحقیق: علمائے کرام نے تفاسیر میں آیات کے شمار کے حوالے سے متفرق آراء دی ہیں، جو تفسیر کے اسلوب کو بھی متاثر کرتی ہیں۔

مقالے کا دینی اور علمی فائدہ

اس مقالے کا مقصد ان تمام بنیادی مصادر اور دلائل کو یکجا کر کے ایک جامع تحقیقی مواد پیش کرنا ہے، تاکہ:

1. **آیات کی تعداد سے متعلق تمام اہم وجوہات اور اختلافات کو واضح کیا جا سکے۔**
2. **علمائے کرام اور فقہاء کی تحقیقات کو مستند حوالہ جات کے ساتھ پیش کیا جائے۔**
3. **یہ تحقیق دینی اور فقہی معاملات میں معاون ثابت ہو اور اس سے علمی استفادہ ممکن بنایا جا سکے۔**

یہ تحقیق، علومِ قرآن، تجوید، فقہ اور تفسیر کے طلبہ و محققین کے لیے ایک مستند رہنمائی فراہم کرے گا اور آیات کی تعداد کے علمی اختلافات کو علمی و تحقیقی انداز میں سمجھنے میں مدد دے گا۔

آیت کی وجہ تسمیہ

قرآن کریم میں "آیت" کا مفہوم اس کے لغوی اور اصطلاحی معنی کی بنیاد پر متعین ہوتا ہے۔ اس حوالے سے مختلف تفسیری اور علوم القرآن کی کتب میں اس کے معانی اور وجہ تسمیہ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

امام جلال الدین السیوطیؒ (م 911ھ) اپنی مشہور کتاب **"الإتقان في علوم القرآن"** میں آیت کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"الآية جزء من القرآن متميز عمًّا قبله وما بعده، وقيل: الآية واحدة من جمل معدودة في السور، وسميت بذلك لأنها علامة على صدق من جاء بها وعجز المتحدي بها، وقيل: لأنها صيرت ما قبلها من الكلام منقطعًا عمًّا بعدها[7]".

ترجمہ: **"آیت قرآن کا وہ حصہ ہے جو اپنے ما قبل اور ما بعد سے منفصل ہوتا ہے۔ کہا گیا ہے کہ آیت سورتوں میں شمار کی گئی جملوں میں سے ایک جملہ ہے، اور اس کا یہ نام اس لیے رکھا گیا ہے کہ یہ اسے لانے والے (نبی کریم ﷺ) کی صداقت اور اس کے مخالفین کی عاجزی کی علامت ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کی یہ نام نہاد اس وجہ سے ہے کہ یہ اپنے ما قبل کے کلام کو منقطع بنا دیتی ہے اور خود اپنے ما بعد کے کلام سے الگ ہوتی ہے۔"**

یہ تعریف اس بات کو واضح کرتی ہے کہ آیت کی اصطلاحی حیثیت اس کے نظم و ترتیب میں ایک منفرد وحدت کی حامل ہوتی ہے، جو اس کے آغاز و اختتام کو متعین کرتی ہے۔ مزید برآں، یہ نبوت کی سچائی اور معجزہ ہونے کی دلیل بھی بنتی ہے۔

یہی تعریف **امام ابو عمرو الدانیؒ** (م 444ھ) نے اپنی کتاب **"البيان في عد آي القرآن"** میں بھی ذکر کی ہے اور بیان کیا ہے کہ آیت ایک الگ علامتی وحدت ہے جو قرآن کے اعجاز کو نمایاں کرتی ہے۔[8]

اس طرح علوم القرآن میں آیات کی گنتی اور ان کے نظم وضبط کو ایک مستقل علمی موضوع کے طور پر جانا جاتا ہے، جو قرآنی فہم کے لیے نہایت اہمیت رکھتا ہے۔

سورتوں کی تقسیم

امام جلال الدین السیوطیؒ (م 911ھ) نے **"الاتقان فی علوم القرآن "** میں الموصلیؒ کے قول کو نقل کرتے ہوئے قرآن کی سورتوں کی تقسیم تین اقسام میں بیان کی ہے:

1. **پہلی قسم**: وہ سورتیں جن کی آیات کی تعداد میں کسی قسم کا اختلاف نہیں پایا جاتا، نہ اجمالی اور نہ تفصیلی۔
2. **دوسری قسم**: وہ سورتیں جن کی آیات کے شمار میں صرف تفصیل کے اعتبار سے اختلاف ہے، اجمالی طور پر نہیں۔
3. **تیسری قسم**: وہ سورتیں جن کی آیات کی تعداد میں اجمالی اور تفصیلی دونوں طرح کا اختلاف پایا جاتا ہے۔

پہلی قسم (بلا اختلاف آیات والی سورتیں)- 40 سورتیں

یہ وہ سورتیں ہیں جن کی آیات کی تعداد میں کسی قسم کا اختلاف نہیں پایا جاتا۔

سورتیں	آیات	سورتیں	آیات
یوسف	111	الانسان	31
الحجر	99	المرسلات	50
النحل	128	التکویر	19
الفرقان	77	الانفطار	19
الاحزاب	73	سبح	19
الفتح	19	المطففین	36
الحجرات	18	البروج	22
التغابن	18	الغاشیہ	26
ق	45	البلد	20
الذاریات	60	اللیل	21
القمر	55	الانشراح	34
الحشر	24	التین	34
الممتحنہ	13	التکاثر	34
الصف	14	الہمزہ	9
الجمعہ	11	الفیل	5
المنافقون	11	الفلق	5
الضحیٰ	11	لہب	5
العادیات	11	الکافرون	6
التحریم	12	الکوثر	3

سورتیں	آیات	سورتیں	آیات
ن	52	النصر	3

دوسری قسم(تفصیل کے اعتبار سے اختلاف والی سورتیں)- 4سورتیں

سورتیں	آیات	سورتیں	آیات
القصص	88	الجن	28
العنکبوت	78	العصر	3

تیسری قسم(اجمالاً اور تفصیلاً دونوں طرح کے اختلاف والی سورتیں)- 70سورتیں

سورتیں	آیات	سورتیں	آیات	سورتیں	آیات
الفاتحہ	6,7,8,9	الروم	59,60	الطلاق	11,12
البقرہ	285,286,287	لقمان	33,34	تبارک	30,31
آل عمران	199,200	السجدہ	29,30	الحاقہ	51,52
النساء	175,176,177	سبأ	54,55	المعارج	43,44
المائدہ	120,122,123	فاطر	45,46	نوح	28,29,30
الانعام	175,176,177	یٰس	82,83	المزمل	18,19,20
الاعراف	205,206	الصافات	181,182	المدثر	55,56
الانفال	75,76,77	ص	85,86,88	القیامہ	39,40
برات	129,130	الزمر	72,73,75	عم	40,41
یونس	109,110	غافر	82,84,85,86	النازعات	45,46
ہود	121,122,123	فصلت	52,53,54	عبس	40,41,42
الرعد	43,44,47	الشوری	50,53	الانشقاق	23,24,25
ابراہیم	51,52,54,55	الزخرف	88,89	الطارق	16,17
الاسراء	110,111	الدخان	56,57,58	الفجر	28,29,30
الکہف	105,106,110,111	الجاثیہ	36,37	الشمس	15,16
مریم	98,99	الاحقاف	34,35	العلق	19,20
طہ	132,134,135,140	القتال	40,41,42	القدر	5,6
الانبیاء	111,112	الطور	47,48,49	لم یکن	8,9
الحج	74,75,76,78	النجم	61,62	الزلزال	8,9
المؤمنون	118,119	الرحمن	76,77,78	القارعہ	8,10,11
النور	62,64	الواقعہ	96,97,99	قریش	4,5

سورتیں	آیات	سورتیں	آیات	سورتیں	آیات
الشعراء	226,127	الحدید	38,39	أرأیت	6,7
النمل	92,94,95	المجادلہ	21,22	الاخلاص	4,5
				الناس	6,7

یہ تفصیلات امام جلال الدین السیوطیؒ نے اپنی کتاب "**الاتقان فی علوم القرآن**" میں ذکر کی ہیں[9]:

یہ تقسیم اس بات کو واضح کرتی ہے کہ قرآن مجید کی آیات کی گنتی میں مفسرین اور قراء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے، جو قراءت، رسم الخط اور مختلف روایات کی بنیاد پر ہوا۔ اس موضوع کی تحقیق علوم القرآن کے ماہرین کے لیے نہایت اہم ہے، کیونکہ اس کا تعلق قرآنی متن کی درست قراءت اور فہم سے ہے۔

شمار، تعدد آیات اور امام

شیخ ابو عمرو الدانی فرماتے ہیں کہ ائمہ کا اس بات پہ تو اتفاق ہے کہ قرآن کریم کی کل آیات چھ ہزار سے کم نہیں، اور آیاتِ قرآنیہ کے چھ ہزار ہونے پر اجماع ہے۔[10]

اختلاف

اس میں اقوال مختلف زائد ہیں۔ بعض حضرات کا قول ہے کہ چھ ہزار سے دو سو چار آیتیں زائد ہیں اور بعض کہتے ہیں دو سو انیس، اور کسی نے دو سو پچیس، اور کسی نے دو سو چھتیس بیان کیں۔ امام ابو عبد اللہ الموصلی فرماتے ہیں کہ آیات کی تعداد میں یہ اقوال مختلفہ اہل مکہ، اہل شام، اہل بصرہ، اور اہل کوفہ کے آیات کی تحقیق و شمار کے فرق پر مبنی ہے۔[11]

مختلف مکاتب فکر اور آیات کی تعداد

اہل مدینہ اول

کل آیات **6000** :

مشہور قراء / شمار کے امام :**ابو جعفر یزید بن القعقاع اور شیبتہ بن نصاح**[12]

اہل مدینہ دوم

کل آیات **6204** :

مشہور قراء / شمار کے امام :**اسماعیل بن جعفر انصاری**[13]

اہل مکہ

کل آیات **6219** :

مشہور قراء / شمار کے امام :**عبد اللہ بن کثیر**[14]

اہل شام

کل آیات **6226** :

مشہور قراء / شمار کے امام :**اخفش**[15]

اہل بصرہ

کل آیات **6204** :

مشہور قراء / شمار کے امام :**عاصم**[16]

اہل کوفہ

کل آیات **6236** :

مشہور قراء / شمار کے امام: **حمزہ، کسائی**[17]

ان اقوال کو نقل کر کے شیخ ابو عمر الدانی نے اہل کوفہ کی تحقیق وشمار کو ترجیح دی، جو حضرت علی بن ابی طالب کی جانب منسوب ہے، اور فرمایا کہ اسی شمار پر قدیم زمانہ سے مصاحفِ قرآنیہ کی تالیف وترتیب ہے۔[18]

یہی خلاصہ جدید ترتیب کے ساتھ **منازل العرفان فی علوم القرآن** میں درج ہے، جس میں ان تمام روایات کو جمع کیا گیا ہے۔[19]

وجوہاتِ اختلافِ تعدادِ آیات

1: رؤوسِ آیات کے اصولوں کو اپنانے میں اختلاف

جب آیات توقیفی ہیں، تو شمار کے اماموں کے درمیان اختلاف کی کیا وجہ ہے؟ اس سوال کا جواب علامہ شاطبیؒ نے **قصیدہ ناظمۃ الزہر** میں دیا ہے:

علامہ شاطبی فرماتے ہیں:

فإن قيل كيف الخلف في عدها جرى

لدى خلف التعديد بين أولي

یعنی جب آیاتِ قرآنیہ کی تعداد توقیفی ہے، تو شمار کے اختلاف کی کیا وجہ ہے؟

اسی کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

فقيل إلى الأصلين رد اجتهادهم

لإدلالهم بالطبع في الورد والصدر

یعنی ان ائمہ کرام نے جن آیات کے بارے میں نبی ﷺ سے واضح تعیین نہیں پائی، ان میں تعلیماتِ نبوی علی صاحبہا التحیۃ والسلام کی روشنی میں اصول و قواعد سے اجتہاد کیا، تو انہوں نے سورتوں کی آیات کے رؤوس میں **دو اصولوں** کو پایا:

1۔ **مشاکلہ**)مشابہت وہم آہنگی

2۔ **تناسب**)مکمل معنوی تسلسل

اب بعض ائمہ نے ایک ہی اصول کو کافی سمجھ کر آیت شمار کی، جبکہ بعض نے دونوں اصولوں کو لازمی قرار دیا، اس لیے شمار نہیں کیا۔[20]

2: اجتہاد اور صریح نص کے نہ ہونے کی وجہ سے اختلاف

مختصر یہ کہ جہاں صریح نص نہیں ملی، وہاں **اجتہاد** کیا گیا، جس کی وجہ سے اختلاف رونما ہوا۔[21]

3: نبی ﷺ کا آیات کے درمیان وقف فرمانا

کبھی نبی ﷺ نے تلاوت کے دوران آیات کے درمیان **وقف** فرمایا، جس کی وجہ سے بعض قراء نے خیال کیا کہ یہ وقف **رأسِ آیت** (آیت کا اختتام) ہے، جبکہ بعض نے اسے وقفِ تلاوت (وقفِ اختیاری) سمجھا، جس سے اختلاف پیدا ہوا۔[22]

4: مشاکلہ اور تناسب کی بنیاد پر اختلاف

بعض آیات ایسی ہیں جن پر سب ائمہ **متفق** ہیں، لیکن ان میں نہ **مشاکلہ** ہے اور نہ **تناسب**، جس سے یہ ثابت ہوا کہ اصل بنیاد **توقیف** ہے، اور اختلاف محض فقہی واجتہادی نوعیت کا ہے، نہ کہ اصل قرآن میں کوئی تبدیلی۔[23]

اسبابِ اختلافِ تعدادِ آیات

قرآن مجید کی آیات کی تعداد میں اختلاف کے درج ذیل اسباب بیان کیے گئے ہیں:

1: "بسم اللہ" کا اختلاف

بعض قراء کے نزدیک "بسم اللہ الرحمن الرحیم" ہر سورت کا جزو ہے، جبکہ بعض کے نزدیک یہ محض سورتوں کے درمیان فاصلہ ہے۔ اس اختلاف کی وجہ سے بعض قراء "بسم اللہ" کو آیت شمار کرتے ہیں اور بعض نہیں کرتے۔[24]

2: "انعمت علیھم" کا اختلاف

سورۃ الفاتحہ میں "صراط الذین انعمت علیھم" کے بعد بعض قراء وقف کرتے ہیں اور بعض وصل، جس کی وجہ سے آیات کی تعداد میں اختلاف پیدا ہوتا ہے۔[25]

" :3وقف ووصل "کا اختلاف

بعض قراء بعض مقامات پر وقف کرتے ہیں اور بعض وصل، جس کی بنا پر بعض آیات دو میں تقسیم ہو جاتی ہیں، جبکہ بعض قراء انہیں ایک ہی آیت شمار کرتے ہیں۔[26]

" :4حروفِ مقطعات "کا اختلاف

قرآن مجید میں بعض سورتوں کے آغاز میں حروفِ مقطعات آتے ہیں، جیسے "الم"، "کھیعص" وغیرہ۔ بعض قراء انہیں مستقل آیت شمار کرتے ہیں، جبکہ بعض انہیں اگلی آیت کے ساتھ ملا دیتے ہیں، جس کی وجہ سے آیات کی تعداد میں اختلاف پیدا ہوتا ہے۔[27]

تخمیس و تعشیر (آیات کی تقسیم کا آغاز)

قرآن مجید کی آیات کی تعیین، تخمیس (پانچ آیات پر نشان) اور تعشیر (دس آیات پر نشان) کب وجود میں آیا؟

حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ آیات کی تعیین اور رؤوسِ آیات سب توقیفی ہیں۔ تابعی حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آیات کے دس یا پانچ ہونے کی علامتیں **صحابہ کرام** اور **تابعین** بھی لگاتے تھے۔ خموس و اعشار کی علامتیں قرآن مجید میں **نصر بن لیثی بصری** (جلیل القدر تابعی) نے لگائی ہیں۔[28]

اصطلاحاتِ آیات اور ان کی تفصیل

تدوینِ قرآن اور آیات کی تقسیم کے اعتبار سے آیات **مکیہ** اور **مدنیہ** ہیں، لیکن بعض مصاحف میں بعض آیات پر "کوفی" یا "شامی" لکھا ہوتا ہے۔

"کوفی" کا مطلب:

یہ آیت **علماء کوفہ** کے نزدیک **مکمل** ہے۔

"شامی" کا مطلب:

یہ آیت **علماء شام** کے نزدیک **مکمل** ہے۔

متاخرین ائمہ کے مقرر کردہ نشانات اور علامتیں

خ = خمسہ)پانچ آیات **مکمل**

مراد : کوفیوں اور بصریوں (یا صرف اہلِ کوفہ) کے نزدیک پانچ آیات **مکمل** ہو چکی ہیں۔

ع = عشرہ)دس آیات **مکمل**

مراد : یہ نشان **دس آیات مکمل** ہونے کا اشارہ دیتا ہے۔

عب = عشرہ بصری

مراد : اہلِ بصرہ کے نزدیک دس آیات **مکمل** ہو چکیں۔

ع = عشرہ (دس)

ب = بصری (بصرہ کے قراء کا نشان)

خب = خمسہ بصری

مراد : اہلِ بصرہ کے نزدیک پانچ آیات **مکمل** ہو چکی ہیں۔

خ = خمسہ (پانچ)

ب = بصری (بصرہ کے قراء کا نشان)

تب = تمام بصری

مراد : اہلِ بصرہ کے نزدیک یہ پوری آیت ہے۔

ت = تمام (پوری آیت)

ب = بصری (بصرہ کے قراء کا نشان)

لب = **لیس بصری**

مراد: اہل بصرہ کے نزدیک یہ آیت ابھی مکمل نہیں ہوئی۔

ل = لیس (ابھی مکمل نہیں)

ب = بصری (بصرہ کے قراء کا نشان)[29]

خلاصہ

قرآن کریم کی آیات کی تعداد میں اختلاف ایک علمی اور تاریخی موضوع ہے، جو قراء و مفسرین کے اجتہاد اور قرآنی علوم کی گہرائی کو ظاہر کرتا ہے۔ اس تحقیقی مطالعے میں اس اختلاف کی بنیادی وجوہات، تاریخی پسِ منظر، اور مختلف مکاتبِ فکر کے نظریات کو جانچا گیا ہے۔

آیات کی تعداد میں اختلاف کی سب سے بڑی وجہ **رؤوس الآیات (آیات کے اختتام) کا تعین** ہے، جہاں بعض قراء نے بعض مقامات پر وقف (رکنے) کو آیت کا اختتام شمار کیا، جبکہ دوسروں نے اسے جملے کا حصہ برقرار رکھا۔ مزید برآں، **"بسم اللہ الرحمن الرحیم"** کو بعض قراء نے ہر سورت کی آیت شمار کیا، جبکہ بعض نے اسے الگ شمار نہیں کیا۔

اہل مکہ، مدینہ، کوفہ، بصرہ اور شام کے قراء میں گنتی کے اختلافات پائے جاتے ہیں، جیسے کہ اہل کوفہ کی گنتی 6236، جبکہ اہل بصرہ کی 6204 آیات بتائی جاتی ہیں۔ یہ اختلاف بنیادی طور پر قراء کے علمی اصولوں پر مبنی ہے اور متنِ قرآن پر کوئی اثر نہیں ڈالتا۔

اس تحقیق میں یہ بھی واضح کیا گیا کہ آیات کی تخمیس (پانچ آیات کے بعد نشان) اور تعشیر (دس آیات کے بعد نشان) کی علامتیں تابعین کے دور میں متعارف ہوئیں اور یہ علامات قرآن کی آسان تلاوت اور فہم کے لیے بعد میں شامل کی گئیں۔

اس تحقیق سے یہ ثابت ہوا کہ آیات کی تعداد میں یہ اختلاف اجتہادی اور فنی نوعیت کا ہے، جو قرآنی علوم کے تنوع کو ظاہر کرتا ہے، جبکہ قرآن کا اصل متن اپنی اصل حالت میں محفوظ ہے اور تمام مکاتبِ فکر اس پر متفق ہیں کہ اس میں کسی بھی قسم کی تبدیلی یا تحریف نہیں ہوئی۔

حوالہ جات

---

[1]۔ الحجر:9

[2]۔ الحجر:9

[3]۔ الإتقان فی علوم القرآن، ج1، ص142

[4]۔ منازل العرفان، ص78

[5]۔ البیان في عد آي القرآن، ص25-30

[6]۔ سنن ترمذی، حدیث 2891

[7]۔ الإتقان فی علوم القرآن، ج1، ص136

[8]۔ البیان في عد آي القرآن، ص22

[9]۔ الإتقان فی علوم القرآن، ج1، ص142-145، دار ابن کثیر، بیروت

[10]۔ ابو عمرو الدانی، البیان فی عد آي القرآن، صفحہ 3

[11]۔ جلال الدین السیوطی، الاتقان فی علوم القرآن، جلد 1، صفحہ 146-150

[12]۔ زرکشی، البرہان فی علوم القرآن، جلد 1، صفحہ 317

[13]۔ السیوطی، الاتقان فی علوم القرآن، جلد 1، صفحہ 148

[14]۔ ابو عمرو الدانی، البیان فی عد آي القرآن، صفحہ 62

[15]۔ ابن الجزری، النشر فی القراءات العشر، جلد 1، صفحہ 288

[16]۔ قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، جلد 1، صفحہ 69

[17]۔ الدانی، التنفیس فی رسم وضبط مصحف الامام، صفحہ 58

[18]۔ ابو عمرو الدانی، البیان فی عد آي القرآن، صفحہ 70

[19]۔ محمد مالک، منازل العرفان فی علوم القرآن، صفحہ 92-95

[20]۔ شاطبی، ناظمۃ الزہر فی عد آي السور، شرح علامہ سجاوندی، صفحہ 32

[21]۔ ابو عمرو الدانی، البیان فی عد آي القرآن، صفحہ 8

[22]۔ السیوطی، الاتقان فی علوم القرآن، جلد 1، صفحہ 150

[23]۔ ابن الجزری، النشر فی القراءات العشر، جلد 1، صفحہ 288، ابن ناصر الدین دمشقی، المعانی الجمیلہ فی شرح العقیلہ، صفحہ 72

[24]۔ ابن الجزری، النشر فی القراءات العشر، جلد 1، صفحہ 288

[25]۔ السیوطی، الاتقان فی علوم القرآن، جلد 1، صفحہ 150

[26]۔ ابو عمرو الدانی، البیان فی عد آي القرآن، صفحہ 8

[27]۔ ابن ناصر الدین دمشقی، المعانی الجمیلہ فی شرح العقیلہ، صفحہ 72

[28]۔ حوالہ بالا

[29]۔ مولانا محمد مالک، منازل العرفان فی علوم القرآن